

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

موبائل فون — کتنا مفید کتنا مضر؟

عقیدہ کے انکار پر مبنی جدید تہذیب نے انسانی زندگی کے ہر میدان میں جو ہر لیے بیج بوئے ہیں ان میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ”عقیدہ“ کو چیلنج کیا جاسکتا ہے، مگر سائنس کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ سائنسی اصول و ایجادات و اکتشافات سب بدلنے والی چیزیں ہیں اور بدلتی رہتی ہیں اور حقیقی قرآنی سائنسی مزاج تو ایسا ہی ہونا چاہیے جو کہ نسل انسانی کو مسلسل تحقیق و جستجو و فکر اور تدبر میں لگائے رکھے۔ مگر اس کو ”العلم“ کا یہ ”عقیدہ“ کا درجہ نہ دئے کیونکہ بدلنے والا علم ازلی ابدی حقائق کے معاملہ میں رہنمائی سے قاصر ہے۔ پچھلے تین سو سالوں میں سائنسی تحقیق کے نام پر جس طرح عوام کا استیصال کیا گیا وہ اس سے ہر اہی ہے جتنا الزام مذہب یا دیگر نظریات پر لگایا گیا ہے کہ انہوں نے عقیدہ کی طاقت کا غلط استعمال کیا اور عوام کو گمراہ کر کے فوائد بٹورے۔ یہی کام سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام پر انڈسٹری کے گٹھ جوڑ کیا تھا پوری دنیا میں ہوتا رہا ہے۔ دنیا کو سائنس کے نام پر ریسرچ کے نام پر بیوقوف بنایا جا رہا ہے سائنس وہی مانی جاتی ہے جو انڈسٹری کو فائدہ پہنچائے، مگر وہ ریسرچ جو انڈسٹری کو فائدہ نہ پہنچائے وہ کبھی بھی شاہ سرخیوں میں نہیں آ پاتی

سائنس کے نام پر بہت سے جھوٹ پھیلانے گئے اپنے کاروباری مقاصد حاصل کئے گئے ڈبہ کا دودھ بیچنے کیلئے ماں کی صحت کے نام پر جھوٹا پروپیگنڈہ کیا گیا، کیمیائی کھادوں کو بیچنے کے لئے قدرتی کھاد کو غیر سائنسی بتایا گیا، وقتاً فوقتاً خطرناک قسم کی ٹیکنالوجی کو مفید بتا کر معاشرہ کو لوٹا گیا، خطرناک ادویہ کو ریسرچ ادویہ بتا کر پوری پوری نسل کو تباہ کیا گیا، اور نیوکلیائی اور کیمیادی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی کے ذریعہ انسانوں کی ”خدمت“ کا سائنسی ریکارڈ پہلی دوسری جنگ عظیم ہیر و شیمانا گاساکی اور ایران ویتنام کی جنگ میں استعمال کئے گئے، امریکی کیمیادی ہتھیاروں کی تباہیوں کی شکل میں محفوظ ہے، بڑے بڑے باندھ بنا کر زمینوں کو بخر کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس بھی نوعیت کی صلاحیت اور طاقت دی ہے اگر وہ خدا بیزاری اور اللہ کے آگے جوابدہی کے احساس سے عاری ہے تو وہ انسانیت کی خدمت نہیں کر سکتی اگر جزوی فائدہ ہوگا بھی تو نقصان بہت بڑا ہوگا۔ پچھلے پچاس سالوں میں خاص طور پر ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجہ میں طرح طرح کے آلات و مشینری وجود میں آ رہی ہیں، جن کو انتہائی زبردست پروپیگنڈہ کے بل بوتے پر دکش بنا کر پیش کیا جاتا ہے، بعد میں پتہ چلتا ہے کہ یہ ایجاد یا آلہ تو بہت نقصان دہ تھا۔ مگر اس وقت تک جو نقصان ہوتا ہے وہ ہو چکا

ہوتا ہے۔ حال کے دنوں میں ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل فون اور موٹر گاڑیاں ان چند آلات و مشینوں میں سے ہیں جن کی کھپت بے اندازہ بڑھی ہے۔ T.V اور کمپیوٹر کے زیادہ استعمال پر مستقلاً اب اطلاعات آرہی ہیں کہ اس کے کیا کیا مضر اثرات، تابکاری اثرات انسانی جسموں پر پڑ رہے ہیں۔ آج موبائل فون کے کثرت استعمال کے مضمرات پر غور کرنا مقصود ہے۔

ٹائٹا میموریل اسپتال ممبئی کے ماہر ڈاکٹر راکیش جلائی جو دماغی رسولیوں کے ماہر ہیں انہوں نے بتایا کہ نومبر ۲۰۰۴ء میں سویڈن کے کیرونسکا انسٹیٹیوٹ سے جاری شدہ رپورٹ کے مطابق اگر آپ پندرہ سال سے زائد عرصہ سے موبائل فون کا استعمال کر رہے ہیں تو آپ کی قوت سماعت سے متعلق عصب **Acoustic neyre** میں ٹیومر رسولی ہونے کا خطرہ دوسروں کے مقابلہ میں دوگنا ہو جاتا ہے۔ اس بیماری میں قوت سماعت اور چہرہ کے عضلات کے افعال متاثر ہو جاتے ہیں۔ سویڈن کی ہی ایک اور تحقیق کے مطابق جو ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی ہے کے مطابق جو لوگ موبائل فون استعمال کرتے ہیں ان کے دماغ میں رسولی ہونے کی شرح عام انسانوں سے ڈھائی گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ سائنسدان جارج لیولیس کارلو کا دعویٰ ہے کہ ان کے چھ سال کے وسیع تجربہ کے نتائج بتاتے ہیں کہ سیل فون کے تابکاری اثرات کے نتیجہ میں دماغ میں خوردبینی مرکزہ پیدا ہو جاتے ہیں جو کینسر کی ابتداء کے لئے ذمہ دار ہوتے ہیں، کارلو نے اپنی تحقیقات سے فون انڈسٹری اور **USFDA** کو آگاہ کراتے ہوئے سیل فون کے ایسے اشتہارات پر پابندی لگانے کی سفارش کی تھی جس کے ذریعے نوجوانوں کو خریدار بننے پر راغب کیا جاتا ہے، مگر امریکی سرکار نے ان کی سفارش خارج کر دی۔

ڈاکٹر اس ایڈی جوریڈ یولوجیل تابکاری کے حیاتیاتی اثرات کے کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ماہر ہیں۔ کہتے ہیں کہ ”بیل فون جو مائیکروویو پیدا کرتے ہیں ان کے انسانی سر کے قریب ہونے کی وجہ سے یہ لہریں دماغ کے افعال میں سیدھا مداخلت کرتی ہیں، سیل فون استعمال کرنے والوں کی نیند کے اوقات میں تبدیلی نوٹ کی گئی ہے۔“ یونیورسٹی آف واشنگٹن کے ڈاکٹر زیندر سنگھ اور ہنری لائی کی تحقیق جو ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آئی ہے کے مطابق کم سطح کے برقی مقناطیسی اثرات کے تحت دماغ کے خلیات اور **DNA** کو نقصان پہنچتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں دماغ کے ایسے امراض ہوتے ہیں جس کا علاج فی الحال ناممکن ہے“

ایک اور رپورٹ کے مطابق ”کچھ دہائیوں کے مستقل استعمال کے بعد سیل فون استعمال کرنے والوں کی پوری نسل درمیانی عمر تک پہنچتے پہنچتے اس کے بد اثرات سے متاثر ہو جائے گی۔

ہنگری کے سائنسدانوں کے سروے ۲۰۰۴ء کے مطابق پیٹ کے پیچھے کی جیبوں میں فون رکھنے والوں کے کرم منویہ میں 30% کی کمی آگئی۔

بات ہے اس پر سالوں سے کام کر رہی سیل فون کمپنی کے اعلیٰ انتظامی افسر اودے۔ کے۔ گھوش کا کہنا ہے کہ ہم نے سالوں سے اس موضوع پر لاکھوں ڈالر خرچ کر کے کام کیا ہے، ہم نے جانور، چوزوں اور چوہوں پر تجربات کئے ہیں اور ہمارے نتائج 55% تک مستقل ہیں ان میں وقت گزرنے کے ساتھ تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ سیل فون کے تابکاری کے اثرات یقینی طور پر انسانوں کے لئے مضر ہیں، اس سے حافظہ کمزور ہو سکتا ہے، قوت فکر متاثر ہو سکتی ہے، برتاؤ میں تبدیلی ہو سکتی ہے، دماغ کی نشوونما رک سکتی ہے، اور افعال متاثر ہو سکتے ہیں، یہ سب جانور میں یقینی طور پر محسوس کیا گیا ہے، انسانوں میں بھی یہ مضر اثرات یقینی ہیں۔ کیونکہ جانوروں پر کئے گئے تجربات کے نتائج کم وبیش انسانوں پر بھی عموماً یکساں ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر دنیا بھر کے صحت سے متعلق ادارے کیوں چپ ہیں اور اقوام متحدہ کا ادارہ برائے صحت WHO کیوں خاموش ہے؟ مسٹر گھوش کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ حکومتیں اور سرکاری ادارہ سیل فون کے کثرت استعمال کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ خاص طور سے بچوں اور نو عمروں کو منع کر رہے ہیں۔ مگر وہ ٹیلی کیونی کیشن صنعت کی طرح یہ نہیں اعتراف کر سکتے کہ یہ عام طور سے خطرناک ہے۔ حکومتوں کو سگریٹ پر یہ وارننگ لکھنے پر کہ تمباکو نقصان دہ ہے اس سے کینسر ہو سکتا ہے ۲۰ سال لگے ہیں۔ کیا ہم سیل فون کے معاملہ میں بھی اگلے ۲۰ سال انتظار کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ قطعی طور پر یہ ثابت ہو ہم (یعنی حکومتیں) احتیاطی وارننگ جاری نہیں کریں گے؟

یہ سائنس کے عقلیت پسند اور حقیقت پسند ہونے کے کھوکھلے دعویٰ کی ادنیٰ مثال ٹائمز آف انڈیا ۱۵ نومبر ۲۰۰۳ء ہے۔ اس لئے سائنس کے نام پر ہر نئی چیز کو فوری قبول کر لینا یا رد کر دینا خود سب سے بڑا غیر سائنسی فعل ہے۔ سائنس کے نام پر پروپیگنڈہ کے بل پر صنعت کاروں کے استحصالی کے خلاف عوامی شعور بیدار کرنا پوری انسانیت کی خدمت ہے۔ اس کام میں ہر انسانیت دوست کو شامل ہونا چاہیے۔

اقتدار کے ایوانوں میں شریعت بل کا معرکہ

..... از

حضرت مولانا سمیع الحق

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب ایوانِ بلا سیٹیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ آغاز، رفتار کار، صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی، عورت کی حکمرانی، جہاد افغانستان اور اہم قومی و ملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے۔

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان